6744 ـ قبروں كى زيارت اور ان محفلوں ميں شريك ہونا جن كے بارہ ميں گمان كيا جاتا ہے كہ وہاں اولياء كى روحيں حاضر ہوتى ہيں

سوال

قبروں كى زيارت اور وہاں نماز پڑھنے كا حكم كيا ہے ؟
پاكستان ميں سالانہ عرس نامى چيز كا اہتمام كيا جاتا ہے، كيا اس ميں شريك ہونا جائز ہے ؟
اس ميں شريك ہونے والے لوگ كہتے ہيں كہ فوت ہونے والا شخص اللہ كا ولى تھا، ممكن ہے وہ ہمارى دعا اللہ تك پہنچا دے، اور نيك و صالح سے دعا كرنا زيادہ قبوليت كى باعث ہے، تو كيا آپ اس موضوع پر كچھ روشنى ڈال سكتے ہيں، جزاكم اللہ خيرا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

1 ـ قبروں كى زيارت دو طرح كى ہے:

پہلى قسم:

شرعى طور پر مشروع اور مطلوب زيارت تو مردوں كے ليے دعائے استغفار اور ان كے ليے رحم كى دعا كرنے، اور موت اور آخرت كى ياد كرنے كے ليے كى جاتى ہے، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" قبروں كى زيارت كيا كرو كيونكہ يہ تمہيں آخرت ياد دلاتى ہے"

صحيح مسلم شريف حديث نمبر (976).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ عليہ وسلم اور ان كے صحابہ كرام رضى اللہ تعالى عنہم بھى قبروں كى زيارت كيا كرتے تھے.

عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ جب بھى ان كى بارى والى رات ہوتى رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم رات كے آخرى حصہ ميں بقيع كى طرف نكل جاتے اور وہاں يہ دعا پڑھا كرتے تھے:

السلام عليكم دار قوم مؤمنين وأتاكم ما توعدون ، غدا مؤجلون ، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ، اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد

اے مومنوں کی قوم تم پر سلامتی ہو، اور جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا وہ تمہیں دے دیا گیا، اور یقینا ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اے اللہ اہل بقیع الغرقد کو بخش دے "

صحیح مسلم شریف حدیث نمبر (974).

دوسری قسم: بدعتی زیارت

بدعتی زیارت یہ ہے کہ قبروں والوں سے دعا کرنا، اور ان سے مدد طلب کرنا، یا ان کے لیے جانور ذبح کرنا، یا ان کے لیے نذر ماننا اور چڑھاوے چڑھانا، یہ سب کچھ منکر اور شرك اکبر ہے، اور اس کے ساتھ یہ بھی ملحق کیا جائےگا کہ وہ قبر کے پاس جا کر دعائیں کی جائیں اور وہاں نماز ادا کی جائےاور قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، یہ سب کچھ بدعت اور غیر مشروع ہے۔

2 ـ اور رہا مسئلہ قبروں کے پاس نماز ادا کرنے کا، اگر تو اس سے مراد نماز جنازہ ہے تو یہ جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں، اور اگر نماز جنازہ نہیں بلکہ فرضی اور نفلی عام نماز ہے تو یہ حرام اور ممنوع ہے۔

قبر پر نماز جنازہ کے جائز ہونے کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایك سیاہ مرد یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی تو وہ مر گئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت کیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ تو فوت ہو گیا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم نے مجھے کیوں نہ بتایا، مجھے اس کی قبر کا بتاؤ، یا فرمایا: اس عورت کی قبر کا بتاؤ، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے اور نماز جنازہ ادا کی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (446) صحیح مسلم حدیث نمبر (956).

اور قبرستان میں نماز جنازہ کے علاوہ کوئی اور نماز جائز نہ ہونے کی دلیل:

ا ـ عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم بیان کرتے ہیں کہ:

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت نازل ہوئی تو وہ اپنے چہرے پر ایك کپڑا ڈالنے لگے اور جب غشی کم ہوئی تو اپنا چہرہ ننگا کیا اور اسی حالت میں فرمانے لگے:

" اللہ تعالی یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈرا رہے تھے جو انہوں نے کیا تھا.

صحیح بخاری حدیث نمبر (425) صحیح مسلم حدیث نمبر (531).

ب ـ ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرو"

صحیح مسلم حدیث نمبر (972).

3 ـ اور ہر سال منائے جانے والے عرس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ:

اگر اس میں کوئی عبادت کی جاتی ہے، یا وہاں شریك ہونے والے گمان کرتے ہیں کہ وہ اس طرح اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتے ہیں، یا اس میں معاصی و گناہ اور منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور ڈھول باجا اور ناچ پایا جاتا ہے تو پھر وہاں شریك ہونا اور اس میں شرکت کرنا حرام اور ناجائز ہے.

اور اگر یہ سب کچھ نہ بھی ہو تو پھر بھی وہاں نہ جائیں کیونکہ شرعی عید (عید الفطر اور عید الاضحی) کے علاوہ کوئی اور عید منانا حرام اور بدعت ہے، اور وہاں حاضر ہونے والوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ اس عرس میں ولی کی روح حاضر ہوتی ہے، یہ اعتقاد بھی حرام اور بدعت ہے، اور مستقبل میں یہ اعتقاد دین بن سکتا ہے.

تو اس طرح لوگوں کے لیے فتنہ کا باعث بنےگا، لھذا اس کا انکار کرنا اور اس سے روکنا اور اس عرس میں حاضر نہ ہونا واجب ہے، اللہ تعالی ہی سیدھا راہ دکھانےوالا ہے.

4 ـ اور رہا مسئلہ کسی نیك اور صالح شخص سے اس کی زندگی میں دعا کروانا تو زندہ شخص سے دعا کروانا جائز ہے، کیونکہ اس کی نیکی کی بنا پر قبولیت کی امید کی جا سکتی ہے، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

ا ـ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایك اندھا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا:

اللہ تعالی سے دعا کریں کہ مجھے عافیت سے نوازے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں، اور اگر چاہو تو اسے مؤخر کر دیتا اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے.

اور ايك روايت ميں ہے كہ:

" اور اگر تم صبر كرو تو تمہارے ليے بہتر ہے"

تو وہ كہنے لگا: دعا كرديں، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے اچھى طرح وضوء كرنے كا حكم ديا اور پھر دو ركعتيں ادا كرے .... "

اسے امام احمد (4 / 138) اور ترمذى (5 / 569) اور ابن ماجۃ (1 / 441) نے روايت كيا ہے، اور يہ حديث صحيح ہے.

ب ـ انس رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم جمعہ كا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے كہ ايك شخص كھڑا ہو كر كہنے لگا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اونٹ اور بكرياں ہلاك ہو رہے ہيں، لھذا آپ اللہ تعالى سے دعا كريں كہ وہ ہميں بارش سے نوازے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہاتھ پھيلائے اور دعا كى"

صحيح بخارى حديث نمبر (890) صحيح مسلم حديث نمبر (897).

5 ـ اور جب نبى يا ولى فوت ہو جائے تو اس سے دعا مانگنى مشروع نہيں كيونكہ وہ دنيا سے منقطع ہو چكے ہيں، اور ايسا كرنا شرك كے دروازوں ميں سے ايك دروازہ ہے، اس ميں امت كا كوئى صحابى جو اس امت كے صالح لوگ تھے اور ان كے بعد ان كى پيروى كرنے والا بھى داخل نہيں ہوا.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اس سے بڑھ كر اور كون گمراہ اور ظالم ہو گا ؟ جو اللہ تعالى كے علاوہ ايسوں كو پكارتا ہے جو قيامت تك اس كى دعا قبول نہيں كر سكتے، بلكہ ان كے پكارنے سے وہ تو بالكل بے خبر ہيں، اور جب لوگوں كو جمع كيا جائےگا تو يہ ان كے دشمن بن جائيں گے، اور ان كى عبادت سے صاف انكار كر جائيں گے الاحقاف (5 ـ 6).

شيخ الاسلام رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

بندے سے مطلوب تو يہ ہے كہ اگر كوئى ايسا معاملہ ہو جس پر اللہ تعالى كے علاوہ كوئى اور قادر نہ ہو، مثلا:

وہ اپنے مريض كى شفايابى آدميوں يا جانوروں سے مانگتا پھرے، يا اپنے قرض كى ادائيگى غير كسى متعين طرف كے، يا اپنے اہل وعيال اور اسے جو دنياوى يا اخروى تكليف ہے ، يا دشمن پر غلبہ اور اس كے خلاف مدد، اور دل كى ہدايت و راہنمائى، اور گناہوں كى بخشش، يا جنت ميں داخلہ، يا جہنم سے نجات يا تعليم علم، يا قرآن مجيد كى تعليم، يا دل كى

اصلاح، اور اخلاق كو بہتر بنانا، اور تزكيہ نفس، يا اس طرح كے دوسرے امور، يہ سب ايسےہيں جو اللہ تعالى كے علاوہ كسى اور سے طلب كرناجائز نہيں.

اور نہ ہى يہ جائز ہے كہ وہ كسى فرشتے يا نبى يا شيخ چاہے وہ زندہ ہو يا مردہ يہ كہتا پھرے: ميرے گناہ معاف كردے، ميرے دشمن كے خلاف ميرى مدد كر، اور نہ ہى يہ كہہ سكتا ہے: ميرے مريض كو شفا دے، مجھے عافيت سے نواز، يا ميرے اہل و عيال اور ميرے جانوروں وغيرہ كو عافيت دے.

اور جس نے بھى يہ سب كچھ مخلوق سے مانگا چاہے وہ كوئى بھى ہو تو وہ اپنے رب كے ساتھ شرك كرنےوالوں ميں سے ہے، اور يہ اسى جنس كے مشركين ميں سے ہے جو فرشتوں اور انبياء اور ان مجسموں كى پوجا كرنے والوں ميں سے ہے جو انہوں نے ان كى شكلوں ميں بنا ركھے تھے، اور نصارى كى اسى دعا كى جنس ميں سے ہے جو انہوں نے مسيح عليہ السلام اور ان كى والدہ كے ساتھ كى تھى.

فرمان بارى تعالى ہے:

اوروہ وقت بھى قابل ذكر ہے جب اللہ تعالى فرمائےگا كہ اے عيسى بن مريم ! كيا تو نے ان لوگوں سے كہہ ديا تھا كہ مجھے اور ميرى ماں كو بھى اللہ تعالى كے علاوہ معبود قرار دے لو! المائدۃ (116).

اور ايك مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

ان لوگوں نے اللہ تعالى كو چھوڑ كر اپنے عالموں اور درويشوں كو رب بنا ليا، اور مسيح بن مريم كو بھى، حالانكہ انہيں صرف ايك اكيلے اللہ تعالى ہى كى عبادت كا حكم ديا گيا تھا، جس كے سوا كوئى اور معبود نہيں، وہ پاك ہے ان كے شريك مقرر كرنے سے التوبۃ (31).

ديكھيں: مجموع الفتاوى (27 / 67 - 68).

اور شيخ الاسلام رحمہ اللہ تعالى كا يہ بھى كہنا ہے كہ:

اور جو كوئى شخص كسى نبى يا نيك اور صالح كى قبر پر جائے، يا جس قبر كے متعلق يہ اعتقاد ركھا جاتا ہے كہ وہ نبى يا نيك شخص كى قبر ہے، ليكن حقيقت ميں وہ ايسے نہ ہو اور وہ اس قبر پر جا كر اس سے مانگے، اور اس سے مدد طلب كرے، تو اس كے تين درجے ہيں:

پہلا درجہ:

وہ شخص اس سے اپنى ضروريات طلب كرے، مثلا اس سے سوال كرے كہ وہ اس كى يا اس كے جانوروں كى مرض

دور کر دے، یا اس کی قرض ادا کر دے، یا اس کے دشمن سے انتقام لے، یا اس کی جان اور اس کے اہل و عیال اور اس کے جانوروں کو عافیت میں رکھے، وغیرہ دوسرے امور جن پر اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور قادر نہیں تو یہ صریح شرك ہے، اور اس کے مرتکب کو توبہ کروائی جائےگی اگر تو وہ توبہ کر لے تو ٹھیك وگرنہ اسے قتل کر دیا جائےگا.

اور اگر وہ یہ کہے کہ میں تو اس سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے زیادہ اللہ تعالی کے قریب ہے، تا کہ وہ ان معاملات میں میری سفارش کردے کیونکہ میں تو اسے وسیلہ بنا رہا ہوں، جس طرح کسی بادشاہ اور حکمران کے سامنے وزیر اور مشیر کو وسیلہ بنایا جاتا ہے، تو یہ مشرکین اور نصاری کے افعال میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو سفارشی بنایا ہوا ہے جو ان کے مطالبات میں ان کی سفارش کرتے ہیں، اور اسی طرح اللہ تعالی نے مشرکوں کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا:

ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کے قرب تك ہمارے رسائی کرا دیں الزمر (3).

اور ایك مقام پر اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالی کے سوا اوروں کو سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے! کہ اگر وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں، اور نہ ہی عقل رکھتے ہوں، کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے، تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے الزمر (43 ـ 44)

اور ایك مقام پر ارشاد ربانی کچھ اس طرح ہے:

تمہارے لیے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں، کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے السجدۃ (4).

اور ایك اورمقام پر رب ذوالجلال نے فرمایا:

کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے البقرۃ (255).

اللہ تعالی نے اپنے اور مخلوق کے درمیان فرق بیان کیا ہے.

لوگوں کی عام طور پر عادت ہے کہ وہ اپنے بڑے لوگوں کے پاس اسے سفارشی بنا کر لے جاتے ہیں جس پر وہ کرم کرتا ہو، اور وہ سفارشی اس سے مانگتا ہے تو وہ یا تو رغبت، اور یا ڈرتے ہوئے یا پھر شرم وحیا کرتے ہوئے، یا پھر مودت و محبت کرتے ہوئے اس کی حاجت و ضرورت پوری کر دیتا ہے.

لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس وقت تك کوئی سفارش کر ہی نہیں سکتا جب تك اللہ تعالی اسے سفارش کی اجازت نہ دے،

اور پھر سفارشی کرتا بھی وہ کچھ ہے جو اللہ چاہے، اور سفارشی کی سفارش اللہ تعالی کی اجازت اور حکم سے ہو گی، اس لیے سب حکم اللہ تعالی ہی کے لیے ہے.

اور بہت سے گمراہ لوگوں کا یہ کہنا کہ: یہ مجھ سے اللہ تعالی کے ہاں زیادہ قریب ہے، اور میں اللہ تعالی سے دور ہوں، میرے لیے اس واسطے کے بغیر اللہ تعالی کو پکارنا ممکن ہی نہیں، اور اس طرح کی اور مشرکوں جیسی باتیں کرنا، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی تو فرما رہا ہے:

اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کریں تو (کہہ دیجئے) یقینا میں قریب ہوں، جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں البقرۃ (187).

اور صحیح بخاری میں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ایك سفر میں تھے اور وہ بلند آواز سے تکبیریں کہہ رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو، کیونکہ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، بلکہ سننے والے اور قریب اللہ تعالی کو پکار رہے ہو.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایك کو یہ کہنے کا حکم دیا :

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں الفاتحۃ (5).

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں یہ خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ مشرکین کہتے ہیں:

﴿ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کے قرب تك ہمارے رسائی کرا دیں الزمر (3).

پھر اس مشرك کو یہ کہا جائے کہ: جب تم اسے پکارو گے تو اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ تمہارے حال کو زیادہ جانتا ہے، اور آپ کے سوال کو پورا کرنے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے، یا تم پر زیادہ رحم کر سکتا ہے، یہ تو جہالت اور گمراہی اور کفر ہے.

اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ اللہ تعالی زیادہ علم رکھنے والا، اور یا قدرت رکھنے والا اور زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو پھر تم نے اللہ تعالی سے سوال کرنے کی بجائے کسی اور سے کیوں سوال کرنا شروع کردیا؟

کیا آپ نے بخاری وغیرہ کی مندرجہ ذیل حدیث نہیں سنی؟

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہر معاملہ میں استخارہ کرنا اس طرح

سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی سورۃ کی تعلیم دیا کرتے تھے...

اور اگر تمہیں یہ علم ہے کہ وہ بزرگ تم سے زیادہ اللہ تعالی کے قریب ہے، اور اللہ تعالی کے ہاں تم سے زیادہ شان و مرتبہ رکھتا ہے، یہ بات تو حق اور صحیح ہے، لیکن اس حق کے ساتھ باطل چاہا گیا ہے، کیونکہ جب وہ آپ سے سے زیادہ قریب ہے، اور آپ سے زیادہ مرتبہ اور درجہ رکھتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ اسے اللہ تعالی اسے آپ سے زیادہ اجروثواب دےگا، اس کا معنی یہ نہیں کہ جب آپ اسے پکاریں گے تو اللہ تعالی تیری حاجت اور ضرورت اس سے زیادہ پوری کرے گا جب آپ اللہ تعالی کو پکارتے اور اس سے سوال کرتے.

مثال کے طور پر زیادتی اور ظلم و عدوان کی بنا پر اگر آپ سزا اور دعا رد ہونے کے مستحق ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صالح اور نیك شخص اور کوئی بزرگ اس میں مدد نہیں کرتا جسے اللہ تعالی ناپسند کرتا ہو، اور ایسی اشیاء میں وہ کوشش نہیں کرتا جو اللہ تعالی کو ناراض کرے اور غصہ دلائے، اور اگر ایسا نہیں تو پھر اللہ تعالی رحمت اور قبول کے زیادہ لائق ہے. اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ (27 / 72 - 75).

ہم سوال کرنے والے بھائی کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سابقہ حوالہ جات کو دیکھ کر مزید تفصیل سے مطالعہ ضرور کرے.